دوسری اور تیرہویں صدی ہجری میں فتنہ انکار حدیث

ڈاکٹر محمد عبداللہ *

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی وحی کے مطابق حضور اکرم ﷺ نے آئندہ زمانے کے مختلف فتنوں اور حوادث کا ذکر فرمایا جس کی تفصیل احادیث میں موجود ہے۔ انکار حدیث کے فتنے کے بارے میں بھی حضور اکرم ﷺ نے مطلع فرما دیا تھا۔ جس کا اظہار آپ ﷺ کے درج ذیل فرمان سے ہوتا ہے۔

"لا الفین احد کم متکنا علی اریکتہ یا تیہ الا مر من امری مما امرت بہ او نہیت عنہ فیقول لا ادری ما وجد نا فی کتاب اللہ اتبعنا ہ"(۱)

(میں تم میں سے کسی کو ایسا کرتے نہ پاؤں کہ وہ اپنی مسہری پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو اور جب اسکے سامنے میرے احکام میں سے کسی بات کا امر یا کسی کی ممانعت آئے تو وہ کہنے لگے کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ ہم تو جو قرآن مجید میں پائیں گے اسکی کو مانیں گے۔)

حضور اکرم ﷺ کی پیشین گوئی حرف بحرف درست ثابت ہوئی۔ چنانچہ دوسری صدی ہجری اور تیرہویں صدی ہجری میں انکار حدیث کے فتنے اٹھے۔ دوسری صدی ہجری میں اٹھنے والے انکارِ حدیث کے فتنہ کا مرکز عراق تھا اور اس کے بانی خوارج اور معتزلہ تھے۔ جبکہ تیرہویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) میں اس فتنے نے دوسرا جنم ہندوستان میں لیا۔(۲) انکار حدیث کے فتنوں کا اٹھنا، حضور اکرم ﷺ کے فرمان کے مصداق ہونے کے علاوہ حجیت حدیث کی بہت بڑی دلیل ہے ۔نیز اہل ایمان کے لئے حدیث پر مزید یقین کا ذریعہ بھی ہے۔

اسلام کی عظیم الشان عمارت کے گرانے کے لئے مخالفین اسلام ہمیشہ اس کوشش میں لگے رہے کہ

---

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی، علوم اسلامیہ و تحقیق، گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان

اس کی بنیاد کو متزلزل کر دیا جائے۔ اس کوشش میں حدیث رسول ﷺ ان کے راستے کی ایک بہت بڑی رکاوٹ رہی۔ چنانچہ تاریخ اسلامی اس امر کی شاہد ہے کہ اسلام کے خلاف قریباً ہر فتنہ میں انکار حدیث کو بنیاد بنا کر مخالفین نے اپنے مذموم عزائم کو پروان چڑھانے کی کوشش کی۔ اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے ''تمام فتنوں کا مرجع و مآخذ' کے عنوان سے مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی لکھتے ہیں۔

''انکار حدیث ایک ایسا فتنہ ہے جو ہر فتنہ کی بنیاد اور ہر فتنہ کا مرکز و محور ہے اور غور کیا جائے تو تمام فتنوں میں انکار حدیث قدر مشترک کے طور پر پایا جاتا ہے اور تمام فتنہ پردازوں نے الحاد و زندقہ کو ملمع کرنے میں انکار حدیث ہی کا سہارا لیا ہے۔ کیونکہ احادیث رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم ہی وہ مضبوط بند ہے۔ جس کے ذریعہ الحاد و زندقہ اور دین میں تصرفات و تحریفات کے سیلاب کو روکا جا سکتا ہے۔ اور خود ساختہ دور از کار تاویلات و تلبیسات کے دروازے بند کیے جا سکتے ہیں اس لئے تمام ملحدین نے احادیث کو اپنی راہ سنگ گراں سمجھتے ہوئے اسے ہٹانے کی کوشش کی اور ان کو ماننے ہی سے انکار کر دیا''۔ (۳)

انکارِ حدیث کا فتنہ اپنے نتائج کے اعتبار سے انتہائی خطرناک فتنہ ہے۔ کیونکہ اس کی زد شریعت اسلامیہ کے دوسرے بڑے بنیادی ماخذ حدیث رسول ﷺ پر پڑتی ہے۔ حدیث پر عدم ایمان کے نتیجے میں عقائد، اعمال، اخلاق، معاملات، معاشرت، معشیت اور دنیا و آخرت کے بارے میں اسلامی احکام میں سے کوئی مسئلہ بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ فتنہ انکارِ حدیث کے مضمر اثرات کو مولانا محمد سرفراز خان صفدر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

''مذہبی لحاظ سے سطح ارضی پر اگرچہ بے شمار فتنے رونما ہو چکے ہیں۔ اب بھی موجود ہیں اور تا قیامت باقی رہیں گے۔ لیکن فتنہ انکار حدیث اپنی نوعیت کا واحد فتنہ ہے۔ باقی فتنوں سے تو شجرۂ اسلام کے برگ و بار کو نقصان پہنچتا ہے۔ لیکن اس فتنے سے شجرۂ اسلام کی جڑیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں۔ و اور اسلام کو کوئی بدیہی مسئلہ بھی ثابت نہیں ہو سکتا''۔ (۴)

قدیم و جدید منکرین حدیث نے انکار حدیث پر مبنی اپنے مؤقف کو سچ کر نیاور اسے فروغ دینے کے سلسلے میں حدیث و سنت رسول ﷺ کے بارے میں جو من گھڑت اور بے بنیاد شبہات و

اعتراضات پیش کیئے وہ ایک علیحدہ اور تفصیلی بحث ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں دوسری اور تیرہویں صدی ہجری میں پیدا ہونے والے انکارِ حدیث کے فتنوں کی جامع تاریخ، اسباب، ان کو پروان چڑھانے والے گروہوں، سلسلوں اور افراد کا تعارف نیز ان خطرناک فتنوں کے زوال کی تفصیل بیان کی جا رہی ہے۔

دوسری صدی ہجری میں فتنہ انکارِ حدیث

پہلی صدی ہجری تک قرآن مجید کے ساتھ ساتھ احادیث نبوی ﷺ کو متفقہ طور پر حجت شرعی تسلیم کیا جاتا رہا۔ انکارِ حدیث کے فتنہ کا آغاز سب سے پہلے دوری صدی ہجری میں ہوا۔ اس فتنہ کی ابتداء کرنے والے خوارج اور معتزلہ تھے۔ حافظ ابن حزم لکھتے ہیں کہ اہل سنت، خوارج، شیعہ، قدریہ تمام فرقے آنحضرت ﷺ کی ان احادیث کو جو ثقہ راویوں سے منقول ہوں برابر قابل حجت سمجھتے رہے۔ یہاں تک کہ پہلی صدی کے بعد متکلمین معتزلہ آئے اور انہوں نے اس اجماع کے خلاف کیا۔ (۵) اگرچہ خوارج کی طرف سے انکارِ حدیث کی عملی شکل تو دوسری صدی ہجری میں سامنے آئی تاہم خوارج کا ظہور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری زمانہ میں ہو چکا تھا۔ شروع میں انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت کی مگر واقعہ تحکیم کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھی مخالف ہو گئے۔ اور یہ نظریہ پیش کیا کہ قرآن مجید کی موجودگی میں تحکیم کو قبول کرنے کی وجہ سے کافر ہو گئے۔

خوارج، انکارِ حدیث کے فتنہ کے بانی ہیں۔ انہوں نے اپنے عقائد کی بنیاد ہی اس بات پر رکھی کہ وہ اس چیز کو اختیار کریں گے جو قرآن مجید سے ملے گی۔ مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی، خوارج کے اعتقادات بیان کرتے ہوئے ’خوارج اور انکارِ حدیث‘‘ کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

’’انکارِ حدیث کے فتنہ کی بنیاد سب سے پہلے خوارج نے رکھی۔ کیونکہ ان کے عقائد کی بنیاد ہی اس پر تھی کہ جو بات قرآن سے ملی گی اسے اختیار کریں گے۔ چنانچہ ان کے یہاں بڑی حد تک احادیث کا انکار پایا جاتا ہے۔ اور اسی انکارِ حدیث کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے رجم کے شرعی حد ہونے سے انکار ہی اس بناء پر کیا کہ قرآن کریم میں اس کا ذکر نہیں ہے اور احادیث کو وہ نہیں مانتے اور بعض لوگوں

نے خوارج کی تکفیر ہی اس رجم کے انکار کی وجہ سے کی ہے''۔(۶)

دوسری صدی ہجری کے آغاز میں مرتکب کبیرہ کی تکفیر وعدم تکفیر کا مسئلہ دو فرقوں مرجیہ اور وعیدیہ کے درمیان باعث نزاع بنا۔ وعیدیہ مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے تھے۔ جبکہ مرجیہ کے نزدیک کلمہ گو کا کوئی گناہ خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ قابل مواخذہ نہیں۔ یہ معاملہ امام حسن بصری کے سامنے پیش کیا گیا۔ ابھی امام موصوف نے اس مسئلہ پر اپنی رائے کا اظہار بھی نہیں فرمایا تھا کہ واصل بن عطا نے کہا کہ میرے نزدیک صاحب کبیرہ نہ کافر مطلق ہے نہ مؤمن مطلق بلکہ اس کے بین بین ہے۔ امام حسن بصری نے واصل کے اس مسلک سے اختلاف کیا تو واصل ناراض ہو کر الگ ہو گئے تو امام حسن بصری نے فرمایا ''اعتزل عنا'' یعنی وہ ہم سے کنارہ کر گیا ہے۔

اس وقت سے اسے اور اس کے معتقدین کو معتزلہ کے نام سے پکارا جاتا ہے محمد نجم الغنی، معتزلہ کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب حسن بصری کو یہ خبر پہنچی کہ مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی پیدا ہوئی ہے کہ جو کہتی ہے کہ مرتکب کبیرہ نہ بالکل مؤمن ہے اور نہ بالکل کافر ہے۔ بلکہ وہ ایک منزل میں ہے درمیان منزل ایمان وکفر کے تو انہوں نے کہا ''ھو لاء اعتزلو'' یعنی یہ لوگ کنارہ کش ہو گئے ہیں اجماع اسلام سے۔ تب وہ فرقہ معتزلہ کہلائے گا۔''(۷)

معتزلہ کی طرف سے انکار حدیث ایک عملی فتنہ تھا۔ یہ فرقہ یونانی فلسفیانہ افکار ونظریات سے زہنی طور پر مرعوب تھا۔ اور ان کے دماغوں پر عقل کا بھوت سوار تھا۔ جس چیز کو ان کی عقل قبول نہ کرتی اسے ماننے سے انکار کر دیتے تھے۔ چنانچہ حشر ونشر، رویہ باری تعالیٰ، صراط ومیزان، جنت و جہنم اور اس قسم کے مضامین پر مشتمل احادیث کے ماننے سے انکار کیا بلکہ اخبار متواترہ کے سوا باقی احادیث کا صاف انکار دیا۔ مزید برآں خبر واحد کو حجت ماننے وے انکار کے علاوہ قرآن مجید کی وہ آیات جو ان کے عقل وفہم کے خلاف تھیں ان میں تاویلیں کر ڈالیں چنانچہ امام ابن حزم، خوارج اور معتزلہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''تمام معتزلہ اور خوارج کا مسلک ہے کہ خبر واحد موجب علم نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جس خبر میں جھوٹ یا

غلطی کا امکان ہو اس سے اللہ تعالیٰ کے دین میں کوئی بھی حکم ثابت کرنا جائز نہیں۔ ہوسکتا اور نہ اس کی نسبت خدا کی طرف کی جاسکتی ہے۔ اور نہ خدا کے رسول ﷺ کی طرف۔" (۸)

خوارج کی طرف انکار حدیث کی وجہ ان کے انتہا، پسندانہ نظریات اور مقاصد تھے جو سنت رسول ﷺ کی موجودگی میں پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکتے تھے۔ جبکہ معتزلہ نے یونانی فلسفوں سے متاثر ہو کر عقل کو فیصلہ کن حثیت دی اور اسلام کے احکام کو عقلی تقاضوں کے مطابق بنانے کی کوشش کی مگر اس راستے میں رسول ﷺ کی سنت حائل تھی۔ چنانچہ انہوں نے حدیث کی حجیت سے انکار کر دیا۔ خوارج اور معتزلہ کے اغراض و مقاصد اور ان کی ٹیکنیک بیان کرتے ہوئے مولانا ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں۔

"ان دونوں فتنوں کی غرض اور ان کی ٹیکنیک مشترک تھی ان کی غرض یہ تھی کہ قرآن کو اس کے لانے والے کی قولی و عملی تشریح و توضیح سے اور اس نظام فکر و عمل سے جو خدا ئے کے پیغمبرؑ نے اپنی رہنمائی میں قائم کر دیا تھا الگ کر کے مجرد ایک کتاب کی حثیت سے لیا جائے او پھر اس کی من مانی تاویلات کر کے ایک نظام بنا ڈالا جائے جس پر اسلام کا لیبل چسپاں ہو۔ اس غرض کے لئے جو ٹیکنیک انہوں نے اختیار کیا اسکے دو حربے تھے۔ ایک یہ کہ احادیث کے بارے میں یہ شک دلوں میں ڈالا جائے کہ وہ فی الواقع، حضور ﷺ کی ہیں بھی یا نہیں، دوسرے، یہ اصولی سوال اٹھا دیا جائے کہ کوئی قول یا فعل حضور ﷺ کا ہو بھی تو ہم اس کی اطاعت و اتباع کے پابند کب ہیں۔ ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تک قرآن پہنچانے کے لئے مامور کئے گئے تھے سو انہوں نے وہ پہنچا دیا۔ اس کے بعد محمد ﷺ بن عبداللہ ویسے ہی ایک انسان تھے جیسے ہم ہیں۔ انہوں نے جو کچھ کہا اور کیا وہ ہمارے لئے حجت کیسے ہوسکتا ہے۔" (۹)

خوارج اور معتزلہ کے فتنے زیادہ وقت نہ چل سکے اور تیسری صدی کے بعد تو مکمل طور پر مٹ گئے ان فتنوں کے زوال کے مختلف اسباب تھے جن میں ایک اہم سبب یہ تھا کہ فتنہ کی تردید میں وسیع تحقیق کا کیا گیا۔ سب سے پہلے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے اس فتنہ کا مقابلہ کیا اور فتنہ کے رد میں "الرسالہ" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی جسمیں قرآن حکیم سے حدیث نبوی ﷺ کا حجت اور مستند ہونا فرمایا اور منکرین حدیث کے اعتراضات کا مدلل جواب پیش کیا۔ نیز امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مشہور د

معروف تصنیف ''کتاب الام'' میں بھی فتنہ انکار حدیثکا رد پیش کیا۔ نیز امام احمد نے مستقل ایک جز تصنیف کیا جسمیں اطاعتِ رسول ﷺ کے اثبات کے ساتھ ساتھ قرآن و حدیث کی روشنی میں منکرین حدیث کے نظریات کی تردید کی گئی۔ حافظ ابن قیم نے اعلام الموقعین میں اس کے ایک حصہ کو نقل کیا ہے۔ حافظ محمد بن ابراہیم وزیر نے ''الروض الباسم'' میں فتنہ کے رد میں وزنی دلائل دیئے۔ بعد ازاں امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی معروف تصنیف ''المصطفیٰ'' میں عقلی دلائل سے منکرین حدیث کے خود ساختہ براہین کا رد پیش کیا۔ علامہ ابن حزم نے اپنی تصنیف ''الاحکام'' میں فتنہ انکارِ حدیث کو عقلی و نقلی دلائل سے رد کیا۔ مزید برآں شیخ الاسلام ابو عمر بن عبد البر نے اپنی کتاب ''جامع بیان العلم وفضلہ'' میں اور امام سیوطیؒ نے ''مفتاح الجنة فی الاحتجاج بالسنة'' میں منکرین حدیث کے اعتراضات وشبہات کی دلیل تردید کی ہے۔

فقہاء کرام اور محدثین عظام کے اس سلسلے میں بروقت تحقیقی کام نے حدیث رسولؐ کی تشریعی اہمیت کے بارے میں لوگوں کو مکمل طور پر مطمئن کر دیا۔ نیز فتنہ انکار حدیث کے فتنے کے قلع قمع ہونے کا ایک بنیادی سبب یہ بھی بنا کہ امت اجتماعی طور پر اس بات کیلئے قطعاً تیار نہیں تھی ۔ بلکہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ رسولؐ کی اطاعت اور پیروی سے اپنے آپ کو آزاد کر لے۔ چنانچہ تیرہویں صدی ہجری تک اسلامی دنیا میں کہیں بھی کسی کو انکار حدیث کی جرأت نہ ہوئی۔

تیرہویں صدی ہجری میں فتنہ انکارِ حدیث

دوسری صدی ہجری کے بعد تیرہویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) میں انکار حدیث کے فتنے نئے دوبارہ سر اٹھایا۔ انکار حدیث کے اس دوسرے فتنے کا مرکز برصغیر ہندو پاک تھا۔ چونکہ برصغیر ہندو پاک میں انگریزوں نے مسلمانوں سے حکومت چھینی تھی۔ اسلئے اس خطے میں انگریزوں کا اصل ہدف مسلمان ہی تھے۔ چنانچہ برطانوی سامراج نے ہر میدان میں مسلمانوں کو کچلنے کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں کا دور ابتلاء شروع ہوا مسلمانوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کے ساتھ ساتھ انہیں سیاسی اور معاشی طور پر مفلوج کر دیا گیا۔ بلکہ مسلمانوں کو دین سے برگشتہ کرنے کے لئے تحریص وترغیب

کے مختلف حربوں کے ساتھ ساتھ انگریزوں کی سرپرستی میں مختلف قسم کے فتنوں کے بیج بوئے گئے۔ جن میں انکارِ ختم نبوت اور انکارِ حدیث کے فتنے انتہائی خطرناک تھے۔ برصغیر ہند و پاک میں انکار حدیث کے فتنے کا باقاعدہ آغاز انیسویں صدی عیسوی کی آخری چوتھائی میں ہوا اور تقسیم ہند کے بعد بھی یہ فتنہ ختم نہیں ہوا بلکہ پاکستان میں بھی اس فتنہ کو فروغ دینے کا سلسلہ جاری رہا۔ برصغیر میں انکارِ حدیث کے اس پرخطر فتنے کا زکر کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد سعد صدیقی لکھتے ہیں۔

''دین اسلام کے خلاف ان سازشوں اور فتنوں کا ایک باب انکار حدیث کی صورت میں برصغیر میں کھلا۔ یہ فتنہ پہلے طبقہ نے اٹھایا کہ جو انگریز سے متاثر و مرعوب تھا۔ اس طبقہ نے ابتداء نبیؐ کی رسالت و نبوت کی عظمت کو کم کرنے کے لئے آپؐ کے بارے میں جو آراء اختیار کیں ان کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ نبی کریمؐ بھی بالکل عام انسانوں کی طرح ایک انسان تھے۔ آپؐ کے معجزات کو سائنسی انداز میں پیش کر کے ان کو عام معمول کی زندگی سے ہم آہنگ بنانے کی کوشش کی گئی اور یہی فتنہ جب پروان چڑھا تو اس نے انکار حدیث کی صورت اختیار کرلی''۔(۱۰)

برصغیر پاک و ہند میں فتنہ انکار حدیث کے اسباب خارجی بھی تھے اور داخلی بھی۔ خارجی اسباب میں بنیادی سبب برطانوی سامراج کی طرف ہندوستان کے مسلمانوں کے خلاف مختلف سازشوں اور فتنوں کی سرپرستی اور پشت پناہی تھی۔ تاکہ مسلمانوں کے بنیادی عقائد کی متزلزل کیا جاسکے۔ لیکن ان کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ مسلمانوں کی اپنے بنیادی عقائد کے ساتھ مکمل وابستگی اور آپس کا اتحاد تھا۔ چنانچہ انگریزوں نے مسلمانوں کی دینی اعتبار سے کمزور کرنے کے لئے مختلف سازشیں شروع کردیں۔ مثلاً مسلمانوں میں فرقہ بندی کو ہوا دینے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں ہی میں ایسے رجال تیار کئے جنہوں نے مختلف دینی احکام سے انحراف کر کے دین میں نئے نئے فتنے پیدا کئے۔ ان فتنوں میں انکار ختم نبوت اور انکار حدیث کے فتنے نہایت نقصان دہ اور خطرناک ثابت ہوئے۔ انگریزوں نے ان فتنوں کی مکمل پشت

پناہی کی۔اس سلسلے میں انگریزوں کی کوششوں کا زکر کرتے ہوئے مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی لکھتے ہیں۔

''انگریزوں نے جب غیر منقسم ہندوستان میں حکومت کی بنیاد ڈالی تو اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایسے افراد بنائے جو اسلام کے مدعی ہوتے ہوئے اسلام سے مخرف ہوں اس طرح کے لوگوں نے تفسیر کے نام سے کتابیں لکھیں۔معجزات کا انکار کیا۔آیات قرآنیہ کی تحریف کی ۔بہت سے لوگوں کی انگلینڈ ڈگریاں لینے کیلئے بھیجا گیا۔وہاں سے وہ گمراہی ،الحاد، زندہ یقیت لے کر آئے ۔متشرقین نے ان کو اسلام سے منخرف کر دیا۔اسلام پر اعتراضات کئے۔جو ان کے نفوس میں اثر کر گئے۔اور علماء سے تعلق نہ ہونے کی وجہ سے متشرقین سے متاثر ہو کر ایمان کھو بیٹھے ۔انگریزوں نے اسکول اور کالجوں میں الحاد اور زندقہ کی جو تخم ریزی کی تھی،اس کے درخت مضبوط اور بار آور ہو گئے اور ان درختوں کی قلم جہاں لگتی چلی گئی ،وہیں ملحدین اور زندیق پیدا ہوتے چلے گئے۔''(۱۱)

مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کی سازشوں کے اثرات ظاہر ہونے لگے، فتنہ انکار حدیث ان سازشوں کی ایک اہم کڑی تھی۔چنانچہ ہندوستان میں فتنہ انکار حدیث کے اسباب اور اثرات کا نقشہ کھینچتے ہوئے مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں۔

''تیرہویں صدی میں یہ حملہ ایسے وقت میں ہوا جب کہ مسلمان ہر میدان میں پٹ چکے تھے۔ان کے اقتدار کی اینٹ سے اینٹ بجائی جا چکی تھی۔ان کے ملک پر دشمنوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ان کو معاشی حثیت سے بری طرح کچل ڈالا گیا تھا،ان کا نظام تعلیم درہم برہم کر دیا گیا۔اور ان پر فاتح قوم نے اپنی تعلیم ،اپنی تہذیب ،اپنی زبان ،اپنے قوانین اور اپنے اجتماعی وسیاسی اور معاشی اداروں کو پوری طرح مسلط کر دیا تھا۔ان حالات میں جب مسلمانوں کو فاتحوں کے فلسفے اور سائنس سے اور ان کے قوانین اور تہذیبی اصولوں سے سابقہ پیش آیا تو قدیم زمانے کے معتزلہ کی بنسبت ہزار درجہ زیادہ سخت مرعوب زہن رکھنے والے معتزلہ ان کے اندر پیدا ہونے لگے انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ مغرب سے جو نظریات ، جو افکار و تخیلات ، جو اصول تہذیب و تمدن اور جو قوانین

حیات آرہے ہیں وہ سراسر معقول ہیں ان پر اسلام کے نقطہ نظر سے تنقید کر کے حق و باطل کا فیصلہ کرنا محض تاریک خیالی ہے۔زمانے کے ساتھ ساتھ چلنے کی صورت بس یہ ہے کہ اسلام کو کسی نہ کسی طرح ان کے مطابق ڈھال دیا جائے''۔(۱۲)

برصغیر میں فتنہ انکار حدیث کا دوسرا خارجی سبب متشرقین کی وہ فتنہ انگیزی تھی جوانہوں نے مختلف احکام اسلام او ماخذ شریعہ بالخصوص حدیث کے خلاف تحریری میدان میں برپا کی۔ متشرقین نے مسلمانوں کے بنیادی عقائد کو متزلزل کرنے کے لئے حدیث رسول ﷺ کے بارے میں مختلف شکوک وشبہات اور بے بنیاد اعتراضات پیش کر کے حدیث پر مسلمانوں کے ایمان کو ختم کرنے کی سرتوڑ کوششیں کیں۔جس کے اثرات برصغیر کے منکرین حدیث پر بھی پڑے۔یہی وجہ ہے کہ حدیث کے بارے میں یہاں کے منکرین حدیث کے بڑے بڑے شبہات اور متشرقین کے شبہات میں مماثلت پائی جاتی ہے جس سے یہ واضح نتیجہ نکلتا ہے۔کہ برصغیر پاک و ہند میں انکار حدیث کا ایک اہم سبب متشرقین کی حدیث رسول ﷺ کے خلاف علمی فتنہ انگیزیاں ہیں۔اس خطرناک صورت حال کو بیان کرتے ہوئے پروفیسر عبدالغنی'' منکرین حدیث کے اعتراضات'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:۔

''ان لوگوں کے اکثر اعتراضات متشرقین یورپ ہی کے اسلام پر اعتراضات سے براہ راست ماخوذ ہیں۔مثلاً حدیث کے متعلق اگر گولڈ زیہر (Gold Ziher) سپرنگر (Sprenger) اور ڈوزی (Dozy) کے لٹریچر کا مطالعہ کیا جائے تو اپ فوراًاس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ منکرین حدیث کی طرف سے کئے جانے والے بڑے بڑے اعتراضات من وعن وہی ہیں۔جوان مستشرقین نے کئے ہیں۔''(۱۳)

حقائق و واقعات کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ حدیث رسول ﷺ کے بارے میں مستشرقین کی طرف سے جوشکوک وشبہات پھیلائے گئے وہ واقعتاً برصغیر میں فتنہ انکار حدیث کا ایک اہم سبب بنے کیونکہ انہی شکوک وشبہات سے متاثر ہوکر اور ان کو بنیاد بنا کر برصغیر کے منکرین حدیث نے انکار حدیث کے فتنے کو فروغ دیا۔منکرین

حدیث کی اس روش کو مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی نے یوں بیان کیا ہے:۔

''اور عجیب بات ہے کہ موجودہ دور کے منکرین حدیث نے بھی اپنا ماخذ و مرجع انہی دشمنان اسلام مستشرقین کو بنایا ہے اور یہ حضرات انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ اور جو اعتراضات وشبہات ان مستشرقین نے اسلام کے بارے میں پیش کئے ہیں وہی اعتراضات وشبہات یہ منکرین حدیث بھی پیش کرتے ہیں''۔ (۱۴)

برصغیر کے فتنہ انکار حدیث میں مستشرقین کے لٹریچر کے اثرات کو مولانا محمد محترم فہیم عثمانی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:۔

''افسوس تو زیادہ اس بات کا ہے کہ سب کچھ دشمنان اسلام کی پیروی میں ہو رہا ہے۔ مستشرقین یورپ کے سفیہانہ اعتراضات کی اندھادھند تقلید سے زیادہ کچھ نہیں۔ یہ ڈھائی سو برس بعد احادیث کے قلمبند ہونے کی باتیں اور اس طرح حدیث کے ذخیرے کو ساقط الاعتبار ثابت کرنے کی سکیمیں، یہ رجال حدیث کی ثقاہت پر اعتراضات اور یہ عقلی حیثیت سے احادیث پر شکوک وشبہات کا اظہار یہ سب کچھ مستشرقین یورپ کے اتارن ہیں جن کو منکرین حدیث پہن پہن کر اتراتے ہیں۔'' (۱۵)

خارجی اسباب کے ساتھ ساتھ داخلی طور پر بھی بعض اسباب برصغیر میں فتنہ انکار حدیث کو پھیلانے کا ذریعہ بنے جن میں ایک سبب خواہشات نفس کی پیروی ہے۔ دین اسلام میں داخل ہونے کے بعد مسلمان پر یہ قید لگادی جاتی ہے کہ وہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے آزاد اور خودمختار نہیں بلکہ مکمل طور پر قرآن وحدیث کے احکام کا پابند ہے۔ یہ پابندی طبیعت میں آزادی رکھنے والوں اور خواہشات کی پیروی کرنے والوں پر گراں گزرتی ہے۔ احادیث نبویہ ﷺ جو قرآن مجید کے اصولوں اور کلیات کی تفصیل ہیں، قدم قدم پر خواہشات نفسانیہ کی پیروی میں رکاوٹ ہیں۔ نیز ان میں تاویل کی گنجائش بھی نہیں ہے۔ جب کہ خواہشات نفس کی پیروی کرنے والے اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلانا چاہتے ہیں اور ان پابندیوں سے آزادی کے طلب گار بھی ہیں لہٰذا احادیث کا انکار کر دیا گیا اور مسلمانوں کہلانے کے لئے قرآن حکیم کو مانتے رہے۔ اس ضمن میں مولانا محمد ادریس کاندھلوی ''انکار حدیث

کی اصل وجہ'' کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

''انکارحدیث کی یہ وجہ نہیں کہ حدیث ہم تک معتبر ذریعہ سے نہیں پہنچی۔ بلکہ انکارحدیث کی اصل وجہ یہ ہے کہ طبیعت میں آزادی ہے۔آزادرہنا چاہتی ہے۔نفس یورپ کی تہذیب اورتمدن پر عاشق اورفریفتہ ہے اورانبیاء،مرسلین کے تمدن سے نفوز اور بیزار ہے۔کیونکہ شریعت عزاء اور ملت بیضاء اوراحادیث نبویہ ﷺ اورسنن مصطفویہ ﷺ قدم قدم پرشہوات نفس میں مزاحم ہیں۔حضرات انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا اولین مقصد نفسانی خواہشوں کا کچلنا اور پامال کرنا ہے۔اس لئے کہ شہوتوں کو آزادی دینے سے دین اوردنیا دونوں ہی تباہ ہوجاتے ہیں۔اس لئے منکرین حدیث نے ان دو متضاد راہوں میں تطبیق کی ایک راہ نکالی وہ یہ کہ حدیث کا تو انکارکردیا جائے جو ہماری آزادی میں سدراہ ہے۔اور مسلمان کہلانے کے لئے قرآن کریم کا قرارکرلیا جائے۔کیونکہ قرآن کریم ایک اصولی اورقانونی کتاب ہے۔اس کی حثیت ایک دستوراساسی کی ہے کہ زیادہ تر اصول اورکلیات پر مشتمل ہے۔جس میں ایجازاور جمال کی وجہ سے تاویل کی گنجائش ے اوراحادیث نبویہ ﷺ اور اقوال صحابہؓ میں ان اصول اورکلیات کی شرح اور تفصیل ہے،اس میں تاویل کی گنجائش نہیں۔اس لئے اس گروہ نے حدیث نبوی ﷺ کا تو انکارکردیا اور مسلمان کہلانے کے لئے قرآن کریم کو مان لیا اوراس کے مجملات اورموجز کلمات میں ایسی من مانی تاویلیں کیں کہ جس سے ان کے اسلام اور یورپ کے کفراورالحاد میں کوئی منافات ہی نہ رہی۔و زلک غایته طلبهم و نهایته طو بهم''.(۱۶)

خواہشات کی پیروی حدیث کی مخالفت کا ایک بنیادی سبب ہے اس حقیقت کو مولانا محمد سرفراز خان صفدر یوں بیان کرتے ہیں۔

''اور یہ ایک خالص حقیقت ہے کہ حدیث کی مخالفت آج وہی لوگ کررہے ہیں جو دراصل اسلامی تہذیب وتمدن کے عادلانہ نظام کو یکسر توڑنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ اس کی تشریح اورتعدیات کی حدود میں اپنی اہواء اورخواہشات کی پیروی کے لئے قطعاً کوئی گنجائش نہیں پاتے۔لہذاانہوں نے یہ مسلک اختیار کیا ہے کہ اس چیز ہی کو اصل سے مٹادیا جائے جو مکمل طور پر اسلام کے عادلانہ نظام کی تشریح اورحد بندی کرتی ہے۔تاکہ وہ آزاد ہوجائیں اوراسلام کے ڈھانچہ جس قدراور جس طرح

چاہیں گوشت پوست چڑھائیں اور جس طرح چاہیں اپنے خودساختہ اسلام کی شکل بنادیں۔" (۱۷)

خواہشات نفس کی تکمیل کی خاطر بعض آزاد منش لوگ قرآن حدیث کی طرف عائد کردہ پابندیوں کو قبول کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ قرآن کا انکار تو ان کیلئے مشکل ہے البتہ مختلف غلط تاویلات اور حیلوں بہانوں سے حدیث کا انکار کرتے ہیں۔ایسے لوگوں کے بارے میں مولانا محمد عاشق الٰہی رقم طراز ہیں:۔

"قرآن حکیم میں اوامر ونواہی ہیں جن میں بہت سے احکام ایسے ہیں جن کا اجمالی حکم قرآن میں دے دیا گیا اور ان پر عمل کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ان احکام کی تفصیلات رسول اللہ ﷺ نے بتائیں۔لہذا یہ لوگ حدیث کے منکر ہو جاتے ہیں۔چونکہ قرآن مجید میں احکام کی تفصیلات مذکورہ نہیں ہیں اس لئے آزادی کا راستہ نکالنے کے لئے بار بار یوں کہتے ہیں کہ فلاں بات قرآن میں دکھاؤ۔" (۱۸)

برصغیر ہند پاک میں انکار حدیث کا ایک داخلی سبب منکرین حدیث میں پائی جانے والی کم علمی اور جہالت بھی ہے۔ برصغیر کے منکرین حدیث لڑیچر کے مطالعہ اور حدیث کے بارے میں ان کے خودساختہ اور من گھڑت شبہات اور اعتراضات کو دیکھ کر اس چیز کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ وہ نہ تو علم حدیث پر عبور رکھتے ہیں اور نہ ہی علوم قرآنی کی گہرائیوں سے واقفت ہیں۔ چونکہ قرآن وسنت اور ان کے مستند ماخذ تک منکرین حدیث کی رسائی نہیں، لہٰذا انکی توجیہ بھی ان کے بس کا روگ نہیں ہے ۔یہی وجہ ہے کہ حدیث رسول ﷺ پر اعتراض کرنے لگے ہیں۔منکرین حدیث کے نامکمل مطالعہ اور جہالت کو بیان کرتے ہوئے پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں۔

"جہاں تک میں نے معترضین حدیث کی مشکلات کا اندازہ لگایا ہے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہو ں کہ ان کا مطالعہ صرف چند نامکمل تراجم کتب حدیث تک محدود ہوتا ہے وہ ان اصولوں سے بے خبر ہوتے ہیں جن سے کسی حدیث کی فقہی اور قانونی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہ اس کے قطعی ناواقف ہوتے ہیں کہ اس حدیث سے جو حکم ثابت ہے وہ فرض ہے سنت ہے جائز ہے یا مباح ہے بلکہ انہوں نے تو احکام کے اس فرق کو جاننے کی کبھی کوشش ہی نہیں کی۔ اور پھر بیچارے وہم وگمان کی

بھول بھلیوں یں بھٹکنے لگتے ہیں اور اسی طرح اپنے خود ساختہ اوہام میں غلطاں و پیچاں رہتے ہیں اس وجہ سے بعض تو اپنا دماغی توازن کھو بیٹھتے ہیں۔اور حدیث پر بے جا اعتراض کرنے لگتے ہیں۔'' (۱۹)

مولانا محمد قطب الدین ، انکار حدیث کے اسباب کی تفصیل میں بیان کرتے ہیں کہ انکار حدیث کا سب سے پہلا اور بنیادی سبب یہ کہ منکرین حدیث راسخ فی علم قرآن ہی نہیں، وہ علم حدیث پر بھی مکمل عبور نہیں رکھتے اور ان کی مختلف انواع واقسام اور راویوں سے متعلق فن تنقید و تحقیق سے بے خبر واقع ہوئے ہیں۔ان میں تطبیق آیات واحادیث کا فن بھی مفقود ہے جس کیلئے مسلسل اور عمیق مطالعہ کی ضرورت ہے اور جس کے بغیر احادیث نبوی ﷺ کی صحیح عظمت وافادیت واضح نہیں ہوسکتی۔(۲۰)

منکرین حدیث کی جہالت اور اس کی بنیاد پر انکا حدیث کو بیان کرتے ہوئے مولانا محمد اسماعیل سلفی رقم راز ہیں۔

''انکار حدیث احساس کمتری کی پیداوار ہے جس نے گریز پائی کی صورت اختیار کر لی ہے ۔جب یہ حضرات کسی مخالف کا اعتراض سنتے ہیں تو چونکہ یہ قرآن وسنت اور ان کے مستند ماخذ سے واقف نہیں اور اس کی توجیہہ سے ان کا ذہن قاصر ہوتا ہے اس لئے بھاگنا شروع کر دیتے ہیں جس کی صورت یہی ہوسکتی ہے کہ نصوص کا انکار کر دیں اور احادیث کے متعلق تو وہ یہ ہتھیار استعمال کرتے ہیں کہ ہم اس حدیث کو نہیں مانتے''۔(۲۱)

تاریخ اسلام اس چیز کی گواہی ہے کہ جب بھی اسلام میں کسی فرقہ یا گروہ نے اپنے عقائد و نظریات کو داخل کرنا چاہا تو عقل کا سہارا لیا اور عقل کی برتری کو منوانے کی کوشش کی چنانچہ دوسری صدی ہجری میں معتزلہ کے انکار حدیث کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے عقل کو فیصلہ کن حثیت دی اور براہ راست سے بھٹک گئے۔برصغیر میں انکار حدیث کے دیگر داخلی اسباب میں ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ منکرین حدیث نے بعض ایسے امور میں عقل کا فیصلہ مانا جہاں عقل عاجز ہے۔مثلاً حدیث عقل میں نہ آئی ،اس کو ماننے سے انکار کر دیا۔حالانکہ انسانی عقل وحی کی محتاج ہے اور اسے قدم قدم پر رہنمائی اور ہدایت کی ضرورت ہے عقل کی بنیاد پر حدیث کو قبول نے کرنے کے معیار اور عقل کی بے

بسی کا تذکرہ کرتے ہوئے محمد ادریس فاروقی لکھتے ہیں:۔

'' بعض حضرات نے تو حدیث کے ٹھکرانے اور نا قبول کرنے کا معیار اپنی عقل، مشاہدہ اور فکر کو قرار دے رکھا ہے حدیث خواہ کس قدر بے غبار اور صحیح ہو سند کتنی مضبوط ہو، رواۃ کتنے بے عیب ہوں، پوری امت نے قبول کیا ہو ان کی بلا سے۔انہیں ان باتوں کی کوئی پرواہ نہیں۔انہوں نے کامل نبی ﷺ کو اپنی ناقص عقل سے کم تر مقام دیا۔جو کہ افسوس ناک بلکہ خطرناک ہے۔عام طور پر ہمارے انگریزی خواں حضرات اور ماڈرن دوست اسی آسان اصول کو قبول فرمالیتے ہیں کہ جو حدیث عقل میں نہ آئے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا حالانکہ عقل کو کیسے معیار قرار دیا جاسکتا ہے عقل تو خام ہے ۔پھر عقل میں تفاوت ہے سب کی عقل ایک جیسی نہیں۔بہت سے لوگ ہیں کہ ان کی عقل پر مادیت کا غلبہ ہے اور اس پر یورپ کی چھاپ ہے اور وہ اسلامی حدود وقیود سے سو فیصد نابلد اور یکسر ناآشنا ہے خود فرمایئے مطلق عقل، اور پھر ایسی عقل حدیث کی جانچ کیسے کرسکتی ہے؟'' (۲۲)

برصغیر میں انکارحدیث کے داخلی اسباب کے تجزیہ سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ نکار حدیث کی ایک وجہ دنیوی اغراض ومقاصد بھی ہیں کہ جن کے حصول کی خاطر جان بوجھ کر منکرین حدیث اس گمراہی کے مرتکب ہوئے۔چنانچہ مولانا محمد قطب الدین لکھتے ہیں:۔

'' منکرین حدیث اور ان کے پیشوا علماء یہود کی مانند محض دنیوی اغراض ومفادات کے لئے دیدہ دانستہ ''کتمان حق'' بھی کرتے ہیں اور ''التباس حق وباطل'' بھی'' (۲۳)

بعض افراد نے دنیوی اغراض ومقاصد کے حصول کے لئے حدیث رسول ﷺ کو مشکوک بنایا اور اس پر تنقید کی۔پروفیسر محمد فرمان نے انکار حدیث کی مختلف وجوہات کا احاطہ کرتے ہوئے منکرین حدیث کے مذکورہ طرز عمل کی طرف بھی واضح اشارہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں:۔

''ہمیں یہ تسلیم ہے کہ بعض لوگوں نے دنیاوی جاہ ومنصب کے لئے حدیث کو نشانہ بنا رکھا ہے ۔بعضوں نے کسی محبوب کا اشارہ پا کر یہ تحریک شروع کر رکھی ہے۔بعضوں نے کم علمی اور اسلام کے سطحی مطالعہ کی بنیاد پر یہ روش پسند کرلی ہے۔'' (۲۴)

بیان کئے گئے حقائق سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ برصغیر میں فتنہ انکار حدیث کے خارجی اسباب

میں ایک سبب برطانوی سامراج کی سازشاور دوسرا سبب مستشرقین کی فتنہ انگیزی تھی جبکہ داخلی اسباب میں خواہشات نفس کی پیروی، کم علمی اور جہالت، عقل کو معیار بنانا اور دنیاوی اغراض و مقاصد کا حصول اس فتنہ کے پھیلنے کا ذریعہ بنے۔

تیرہویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) میں برصغیر میں انکار حدیث کی ابتداء کن لوگوں نے کی؟ منکرین حدیث کے مشہور سلسلے کون کون سے ہیں؟ نیز فتنہ انکا حدیث کو کن لوگوں نے فروغ دیا؟ اس سلسلے میں محققین علماء کرام نے بہت کچھ لکھا ہے ان میں سے بعض کی آراء ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری (حجیت حدیث پر علمی و تحقیقی کام اور منکرین حدیث سے مختلف مناظروں کے حوالے سے کافی شہرت رکھتے ہیں) ہندوستان میں انکار حدیث کی آواز اٹھانے والوں کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''ہندوستان میں سب سے پہلے سرسید احمد خان علی گڑھ نے حدیث کی حجیت سے انکار کی آواز اٹھائی۔ ان کے بعد پنجاب میں مولوی عبداللہ چکڑالوی مقیم لاہور نے ان کا تتبع کیا۔ بلکہ سرسید مرحوم سے ایک قدم آگے بڑھے۔ کیونکہ سرسید حدیث کو شرعی حجت نہ جانتے تھے۔ لیکن عزت واحترام کرتے تھے۔ لیکن عزت واحترام کرتے تھے۔ واقعات نبوی ﷺ کا صحیح ثبوت کتب احادیث سے دیتے تھے۔ برخلاف ان کے مولوی عبداللہ چکڑالوی حدیث نبوی ﷺ کو ''لہوالحدیث'' سے موسوم کیا کرتے''۔(۲۵)

فتنہ انکار حدیث کی تاریخ مولانا محمد تقی عثمانی یوں بیان کرتے ہیں:۔

''یہ آواز ہندوستان میں سب سے پہلے احمد خان اور ان کے رفیق مولوی چراغ علی نے بلند کی، لیکن انہوں نے انکار حدیث کے نظریہ کو علی الاعلان اور بوضاحت پیش کرنے کے بجائے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جہاں کوئی حدیث اپنے مدعا کے خلاف نظر آئی اس کی صحت سے انکار کر دیا۔ خواہ اس کی سند کتنی ہی قوی کیوں نہ ہو، اور ساتھ ہی کہیں اس بات کا بھی اظہار کیا جاتا رہا کہ یہ احادیث موجودہ دور میں حجت نہیں ہونی چاہیں اور اس کے ساتھ بعض مقامات پر مفید طلب احادیث سے استدلال بھی کیا جاتا رہا۔ اسی ذریعہ سے تجارتی سود کو حلال کیا گیا، معجزات کا انکار کیا گیا، پردہ کا انکار کیا گیا اور بہت سے مغربی نظریات کو سند جواز

دی گئی۔ان کے بعد نظریہ انکار حدیث میں اور ترقی ہوئیاور یہ نظریہ کسی قدر منظم طور پر عبداللہ چکڑ الوی کی قیادت میں آگے بڑھااور یہ ایک فرقہ کا بانی تھا، جواپنے اپ کو"اہل قرآن" کہتا تھا۔اس کا مقصد حدیث سے کلیۃ انکار کرنا تھا۔اس کے بعد جیراج پوری نے اہل قرآن سے ہٹ کراس نظریہ کواور آگے بڑھایا یہاں تک کہ پرویز غلام احمد نے اس فتنہ کی باگ دوڑ سنبھالی اوراسے منظم نظریہ اور مکتب فکر کی شکل دے دی۔ نوجوانوں کے لئے اس کی تحریری میں بڑی کشش تھی، اس لئے اس کے زمانہ میں یہ فتنہ سب سے زیادہ پھیلا"(۲۶)

برصغیر میں منکرین حدیث کے سلسلوں کو تاریخی ترتیب سے بیان کرتے ہوئے مولانا سید ابوالاعلی مودودی لکھتے ہیں:۔

"اس طرح فنا کے گھاٹ اتر کر یہ انکار حدیث کا فتنہ کئی صدیوں تک اپنے شمشان بھومی میں پڑا رہا یہاں تک کہ تیرہویں صدی ہجری
(انیسویں صدی عیسوی) میں پھر جی اٹھا۔اس نے پہلا جنم عراق میں لیا تھا، اب دوسرا جنم اس نے ہندوستان میں لیا۔ یہاں اس کی ابتداء کرنے والے سرسید احمد خان اور مولوی چراغ علی تھے پھر مولوی عبداللہ چکڑ الوی اس کے علمبر دار بنے اس کے بعد مولوی احمد الدین امرتسری نے اس کا بیڑا اٹھایا، پھر مولانا اسلم جیراج پوری اسے لیکر آگے بڑھے۔اورآخر کاراس کی ریاست چوہدری غلام احمد پرویز کے حصے میں آئی جنہوں نے اس کی ضلالت کی انتہا تک پہنچادیا ہے۔"(۲۷)

درج بالا آراء کے مطابق برصغیر پاک وہند میں فتنہ انکار حدیث کو سرسید احمد خان، مولوی چراغ علی، مولوی عبداللہ چکڑ الوی، مولوی احمد الدین امرتسری، حافظ اسلم جیراج پوری اور چوہدری غلام احمد پر ویز نے فروغ دیا اور اس کی ابتداء سرسید احمد خان اور مولوی چراغ علی نے کی۔لیکن بعض محققین کے نزدیک برصغیر میں فتنہ انکار حدیث کے بانی عبداللہ چکڑ الوی تھے۔جنہوں نے حجیت حدیث کا کھلا انکار کیا۔جن کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ تخت پوش پر تکیہ لگا کر حدیث نبوی ﷺ کا انکار کیا کرتے تھے۔ فتنہ انکار حدیث کے بارے میں حضور پاک ﷺ کے پیشین گوئی اور فرمان، عبداللہ چکڑ الوی پر مکمل طور پر صادق آتا ہے۔اس کی انکار حدیث کی کیفیت کو محمد صادق سیالکوٹی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:۔

''غور فرمایا آپ نے کہ حضور ﷺ کا فرمان کتنا حرف بحرف صحیح نکلا ہے بلکہ معجزہ ثابت ہوا ہے کہ عبداللہ چکڑالوی نے اریکہ یعنی تخت پوش پر بیٹھ کر پلنگ پر بیٹھ کر، تکیہ لگائے ہوئے کہا ہے لا ادری۔ میں نہیں جانتا حدیث کو نہیں مانتا حدیث کو، حدیث دین کی چیز نہیں ہے۔ **ماوجدنا فی کتاب اللہ** اتبعناہ میں تو صرف قرآن پر ہی چلوں گا''۔(۲۸)

اس بارے میں مفتی رشید احمد لکھتے ہیں:۔

''عبداللہ چکڑالوی نے سب سے پہلے انکارحدیث کا فتنہ برپا کر کے مسلمانان عالم کے قلوب کو مجروح کیا۔ مگر یہ فتنہ چند روز میں اپنی موت خود مر گیا۔ حافظ اسلم جیراج پوری نے دوبارہ اس دبے ہوئے فتنہ کو ہوا دی اور بجھی ہوئی آگ کو دوبارہ جلا کر عاشقان شمع رسالت ﷺ کے جروح پر نمک پاشی کی اور اب غلام احمد پرویز بٹالوی نگران رسالہ طلوع اسلام اس آتش کدہ کی تولیت قبول کر کے رسول دشمنی پر کم بستہ ہیں''۔(۲۹)

عبدالقیوم ندوی اپنی رائے درج ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں:۔

''حجیت حدیث کا کھلا انکار مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی نے کیا۔ اس سے پہلے صراحتاً انکار ملحدین اور زنادقہ سے بھی نہ ہوسکا۔''(۳۰)

حکیم نورالدین اجمیری اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''ہندوستان میں فتنہ ''انکارحدیث'' کی خشت اول عبداللہ چکڑالوی نے رکھی تھی۔ اور اسی بنیاد پر مولانا اسلم جیراج پوری اور جناب پرویز جیسے اہل قلم ایک قلعہ تیار کر رہے ہیں''(۳۱)

''حدیث کا کھلا انکار، چودہویں صدی میں'' کے عنوان کے تحت مولانا محمد اسماعیل سلفی لکھتے ہیں کہ ''مولوی عبداللہ چکڑالوی پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے علوم سنت کی کھلی مخالفت کی''۔(۳۲)

منکرین حدیث کے تعارف اور فتنہ انکارحدیث کی ابتداء کے بارے میں پیش کی گئی مختلف آراء کے تجزیہ سے اس امر کی وضاحت ہو رہی ہے کہ سرسید احمد خان اور مولوی چراغ علی نے انکارحدیث کے نظریہ کو علی الاعلان اور بوضاحت پیش نہیں کیا بلکہ جہاں کوئی حدیث اپنے مدعا کے خلاف دیکھی اس کی صحت سے انکار کیا خواہ اس کی سند کتنی ہی قوی کیوں نہ ہو۔ مزید یہ کہ بعض مقامات پر اپنے لئے مفید طلب

احادیث سے استدلال بھی کرتے رہے۔خود سر سید احمد خان حدیث کی عزت و احترام بھی کرتے تھےاور واقعات نبویﷺ کا صحیح ثبوت کتب احادیث سے دیتے تھے۔انہوں نے تمام احادیث کی صحت کا انکار نہیں کیا۔البتہ احادیث کی صحت کے بارے میں ان کا اپنا ایک خود ساختہ معیار ہے چنانچہ سر سید لکھتے ہیں:۔

" جناب سید الحاج مجھ پر اتہام فرماتے ہیں کہ میں کل احادیث کی صحت کا انکار کرتا ہوں۔ **لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم** ۔یہ محض غلط اتہام میری نسبت ہے۔میں خود بیسیوں حدیثوں سے جو میرے نزدیک روایتاً و درایتاً صحیح ہوتی ہیں،استدلال کرتا ہوں"(۳۳)

محققین علماء کرام کی مذکورہ آراء کے مطابق عبداللہ چکڑالوی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بر صغیر میں کھل کر انکار حدیث کیا اور فرقہ "اہل قرآن" کی بنیاد رکھی۔اس کے بعد مولوی احمد الدین امر تسری نے انکار حدیث کے فتنے کا بیڑا اٹھایا۔اور حافظ اسلم جیراج پوری نے اس نظریہ کو مزید آگے بڑھایا۔آخر میں غلام احمد پرویز نے انکا حدیث کو ایک منظم نظریہ اور مکتب فکر کی صورت میں پیش کیا۔ بعض محققن نے انکار حدیث کے فتنہ کو فروغ دینے والوں میں مزید نام بھی گنوائے ہیں۔مثلاً مولوی محبّ الحق عظیم آبادی،تمنا عمادی،قمر الدین قمر،نیاز فتح پوری سید مقبول احمد،علامہ مشرقی،حشمت علی لاہوری،مستری محمد رمضان گوجرانوالہ،محبوب شاہ گوجرانوالہ،خدا بخش،سید عمر شاہ گجراتی اور سید رفیع الدین ملتانی۔(۳۴) ڈاکٹر غلام جیلانی برق بھی انکار حدیث کے مرتکب ہوئے مگر بعد ازاں انہوں نے نہ صرف رجوع کر لیا بلکہ تاریخ حدیث پر ایک مدلل کتاب بھی تالیف کی۔(۳۵) برصغیر میں انکار حدیث پر مبنی لٹریچر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ منکرین حدیث کے عزائم نہایت خطرناک تھے اور شاید ان کا مقصود الحادونیت کا فروغ اور دین سے آزادی اور چھٹکارا حاصل کرنا تھا۔ان کے ناپاک عزائم پر تبصرہ کرتے ہوئے مفتی رشید احمد لکھتے ہیں:۔

"دشمنان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد صرف انکار حدیث تک محدود نہیں بلکہ یہ لوگ (علیہم ما علیہم) اسلام کے سارے نظام کو مخدوش کر کے ہر امر و نہی سے آزاد رہنا چاہتے ہیں۔ نمازوں کے اوقات خمسہ،تعداد رکعات،فرائض واجبات کی تفاصیل،صوم و زکواۃ کے مفصل احکام،حج کے مناسک،قربانی،بیع و شراء،امورِ خانہ داری،ازدواجی معاملات اور معاشرت کے

قوانین، ان سب امور کی تفصیل حدیث ہی سے ثابت ہے، قرآن میں ہر چیز کا بیان اجمالاً ہے جس کی تشریح اور تفصیل حدیث میں ہے''۔(۳۶)

مولانا عبدالجبار عمر پوری نے ''حدیث نبوی ﷺ کے بارے میں شبہات اور ان کا ازالہ'' کے عنوان کے تحت برصغیر کے منکرین حدیث کے اصول مقصد کو بیان کیا ہے۔ وہ تحریر کرتے ہیں:۔

''کفار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ کی ذہنیت اور اعمال حیرت کے لائق نہیں کیونکہ وہ قرآن کے منکر، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منحرف اور ضروریات دین سے برگشتہ ہیں۔ لیکن سخت افسوس ان ظالموں کی حالت پر ہے کہ زبان سے کلمہ شہادت پڑھتے ہیں اور توحید ورسالت کا اقرار کرتے ہیں اور اسلام کو صحیح وراست کہتے ہیں اور باایں ہمہ اسلام کے اجزا وارکان کو منہدم کرنا چاہتے ہیں''۔(۳۷)

انکار حدیث صرف یہ نہیں کہ حدیث کو حجت شرعی اور شریعت اسلامیہ ماخذ ماننے سے انکار کیا جائے بلکہ احادیث کو مشکوک بنانا، اسلاف کی روش سے ہٹ کر اپنی خواہش نفس سے احادیث سے استنباط مسائل کرنا مستند احادیث کی صحت سے انکار کرنا اور حدیث کے معانی و مفہوم کی غلط تاویلیں پیش کرنا بھی انکار حدیث کی مختلف صورتیں ہیں۔ برصغیر کے منکرین حدیث نے حدیث کے بارے میں ج وشبہات واعتراضات پیش کیے ہیں ان میں انکار حدیث کی مندرجہ بالا صورتیں واضح طور پر پائی جاتی ہیں۔ انکار حدیث کے فتنہ کے یہ علمبردار حدیث کو مشکوک بنانے اور اس سے دامن چھڑانے کیلئے اس قسم کے شبہات پیش کرتے ہیں کہ احادیث، رسول اللہ ﷺ کے دوڑھائی سو سال بعد تحریری شکل میں مرتب ہوئیں اس لئے قابل اعتبار نہیں ہیں۔ احادیث باہم متعارض ہیں، رسول اللہ ﷺ نے کتابت حدیث سے منع فرمادیا تھا، اکثر حدیثیں خبر واحد کیدرجہ کی ہیں، قرآن مجید جو جامع اور کامل کتاب ہے اس کی موجودگی میں حدیث کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے اور اگر حدیث حجت شرعی ہوتی تو حضور ﷺ احادیث کو اسی اہتمام سے لکھواتے جس اہتمام سے آپ ﷺ نے قران مجید لکھوایا تھا وغیرہ۔ چنانچہ حدیث رسول ﷺ کے

بارے میں منکرین حدیث نے اپنے مذکورہ بے بنیاد اور من گھڑت شبہات کو ثابت کرنے کیلئے تصنیف وتالیف کے ذریعہ کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک بہت بڑا فتنہ کھڑا کر دیا۔(۳۸) دیگر فتنوں کی طرح انکار حدیث کے فتنے کے انسداد کے لئے بھی اس خطہ کے جید علماء کرام اور محققین اسلام کو سخت فکر مندی لاحق ہوئی۔اس بارے میں علماء کرام کی فکر مندی کا اندازہ شاہ محمد عزالدین میاں صاحب پھلواروی کی رائے سے لگایا جاسکتا ہے۔جس میں وہ بیان کرتے ہیں:۔

''انکار حدیث کا جو فتنہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ امڈا چلا آتا ہے۔وہ کس طرح خرمن دین وایمان پر بجلیاں گرا رہا۔آج اس فتنہ کا انسداد اسی طرح ہوسکتا ہے۔کہ دنیا کے سامنے حدیث رسول کریم ﷺ کی صحیح اہمیت کو پوری طرح واضح کیا جائے''۔(۳۹)

چونکہ حدیث کے حجت شرعی اور ماخذ شریعہ ہونے پر تمام مسلمان متفق ومتحد ہیں اس لئے برصغیر،ہندو پاک میں موجود تمام مسالک کے علماء ومحققین نے حدیث کے دفاع اور منکرین حدیث کے شبہات واعتراضات کا رد پیش کرنے کیلئے بیسیوں کتب لکھیں جن میں حدیث کی حجیت کو قرآن وحدیث،تاریخی حقائق اور عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا۔مزید برآں مختلف دینی رسائل وجرائد نے بھی اس فتنہ کے خلاف جہاد میں بھرپور حصہ لیا۔چونکہ اس فتنہ کے خلاف یہ تحریری کاوشیں انتہائی مؤثر مواد کی حامل ہیں اس لئے یہ لٹریچر کما حقہ فتنہ انکار حدیث کے تدارک کا بنیادی ذریعہ بنا۔اگرچہ برصغیر میں فتنہ انکار حدیث کی تردید میں مختلف سطحوں پر مختلف علماء کرام اور محققین اسلام نے وسیع علمی وتحقیقی کام کیا اور اس سلسلیمیں ہر تحریری کوشش اپنی اپنی جگہ پر اہمیت کی حامل ہے تاہم فتنہ کے رد میں پیش کیے گئے اس لٹریچر میں بعض تصانیف انتہائی موثر ثابت ہوئیں،جن کا ذکر ناگزیر ہے۔

اس سلسلے میں مولانا ثناء اللہ امرتسری نے ''حجیت حدیث اور اتباع الرسول'' کے عنوان سے اپنی تصنیف میں زوردار علمی دلائل سے منکرین حدیث کے شبہات واعتراضات کو رد کر کے حدیث کا حجت شرعی ہونا اور اتباع رسول ﷺ کا لازمی ہونا ثابت کیا ہے۔(۴۰) ''کتابت حدیث'' کے عنوان سے سید منت اللہ رحمانی کی تصنیف میں کتابت حدیث کے حوالے سے منکرین حدیث کے بنیادی شبہ کا محققانہ اور مستند جواب پیش کر کے حدیث کی عظمت،حجیت اور مقام کو اجاگر

کیا گیا ہے۔(۴۱)مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے اپنی کتاب بعنوان ''حجیت حدیث'' میں انکار حدیث کے فتنے کے مضمرات اور انکار حدیث کی بنیادی وجہ بتلا کر حجیت حدیث پر پندرہ اہم دلائل اور منکرین حدیث کے سات بڑے بڑے شبہات کا عالمانہ ومحققانہ رد پیش کیا ہے۔(۴۲)

"The Authorityof Sunnah" کے عنوان سے مولانا محمد تقی عثمانی کا مقالہ حجیت حدیث پر ایک علمی وتحقیقی تالیف ہے جس میں سنت کی تعریف، مقام، رسول ﷺ کی اطاعت اور اتباع کی اہمیت نیز حجیت رسالت پر تفصیلی دلائل دیئے گئے ہیں۔(۴۳)''سنت کی آئینی حثیت'' کے عنوان سے مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی تالیف اس سلسلے میں ایک قابل زکر کوشش ہے، جس میں سنت رسولؐ کے بارے میں اٹھائے گئے قریباً تمام اعتراضات وشبہات کا عقلی ونقلی دلائل سے مزین علمی وتحقیقی جواب دیا گیا ہے۔(۴۴)سید محمد امین الحق قادری نے ''بصائر السنہ'' کے عنوان سے فتنہ انکار حدیث کے رد میں دو جلدوں پر مشتمل موثر اور جامع مواد کی حامل کتاب میں حجیت حدیث کے تفصیلی دلائل نیز منکرین حدیث کے شبہات واعتراضات کا محققانہ رد پیش کیا ہے۔(۴۵)تین حصوں پر مشتمل افتخار احمد بلخی کی کتاب ''فتنہ انکار حدیث کا منظر وپس منظر'' میں فتنہ انکار حدیث کی تاریخ بیان کر کے برصغیر کے منکرین حدیث کے حدیث رسول ﷺ کے بارے میں مئوقف اور شبہات کو مرحلہ وار بیان کیا گیا ہیاور اس فتنہ سے نمٹنے کے لئے علمی وعملی تدابیر وتجاویز پیش کی گئی ہیں۔(۴٦)مولانا محمد صادق سیالکوٹی کی تالیف ''ضرب حدیث'' میں قرآنی آیات اور احادیث کے استدال سے فتنہ انکار حدیث کا رد پیش کرنے کے علاوہ حضور ﷺ کی سنت کو وحی، حجیت ماخذ دین اور قرآنی کی تبیین ثابت کیا گیا ہے۔(۴۷)مولانا محمد اسماعیل سلفی نے ''حجیت حدیث'' کے عنوان سے ایک جامع کتاب مرتب کی ہے جس میں فتنہ انکار حدیث کے اسباب بیان کر کے منکرین حدیث کے نظریات کے رد میں تفصیلی دلائل پیش کئے گئے ہیں۔(۴۸)مولانا قاری محمد طیب نے اپنی مشہور تالیف ''حدیث رسول ﷺ کا قرآنی معیار'' میں حجیت حدیث کے قرآنی دلائل بیان کئے ہیں نیز کتاب سنت کے ربط اور فہم قرآن کے لئے حدیث کی ضرورت کے عنادین پر عالمانہ بحث کی ہے۔(۴۹)''سنت خیر الانام'' کے عنوان

سے پیر محمد کرم شاہ الازہری کی تصنیت میں عالمانہ اور محققانہ انداز سے حجیت حدیث کی تفصیلی دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ نیز منکرین حدیث کے اعتراضات کا رد قرآن و حدیث کے تفصیلی دلائل سے پیش کیا گیا ہے۔(۵۰)

علماء کرام اور محققین اسلام کی تحریری کوششیں برصغیر میں فتنہ انکار حدیث کے زوال کا بنیاری سبب بنیں ۔ ان کوششوں کے مختلف اثرات بہت جلد مرتب ہوئے مثلاً حدیث وسنت کے منکرین آپس میں اختلاف و انتشار کا شکار ہو گئے ۔ اس بارے میں مولانا عبدالغفار حسن لکھتے ہیں:۔

''منکرین سنت چالیس پچاس سال کے قلیل عرصے میں باہم جس اختلاف کا شکار ہوئے ہیں وہ سنت کے ختلاف سے کہیں زیادہ ہے۔''(۵۱)

صرف یہی نہیں کہ منکرین حدیث باہم اختلاف و انتشار کا شکار ہوئے بلکہ سخت تذبذب میں بھی مبتلا ہو گئے ۔ ان کے تذبذب کو مولانا مفتی رشید احمد ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:۔

''منکرین حدیث تا حال اپنا دعویٰ متعین نہیں کر سکتے''۔ مزید لکھتے ہیں:۔''منکرین حدیث کے اس تذبذب سے صاف ظاہر ہے کہ انکی جملہ مساعی کا مقصد صرف یہ ہے کہ حدیث کا کسی نہ کسی طریقے سے انکار کر کے آزادانہ زندگی بسر کریں ۔ اس مقصد کے لئے وہ جہاں کہیں جیسا موقع پاتے ہیں ۔ ویسی ہی بات منہ سے نکال دیتے ہیں اس امر کی کچھ پرواہ نہیں کرتے کہ اس سے پہلے کیا کہہ چکے ہیں''۔(۵۲)

اگرچہ برصغیر میں انکار حدیث کے علمبرداروں نے اپنے مشن کو باقاعدہ اور مقررہ پروگرام کے تحت آگے بڑھانے کے لئے نئے نئے حیلوں اور بہانوں سے انکار حدیث کے شبہات پیش کرنے کی کوششیں جاری رکھیں مگر حجیت حدیث پر موثر لٹریچر کی بدولت صرف اختلاف و انتشار اور تذبذب میں ہی مبتلا نہیں ہوئے بلکہ اپنی پوری قوتوں کو بروئے کار لانے کے باوجود سخت انحطاط کا شکار ہوتے چلے گئے ۔ انہیں معاشرہ میں نفرت کی نگاہ سے دیکھا

جانے لگا۔ یہی وجہ ہے کہ منکرین حدیث آٹے میں نمک کے برابر بھی اپنے ہمنوا اور موید ین پیدا نہیں کر سکے۔ چنانچہ برصغیر میں تیرہویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) میں اٹھنے والا انکار حدیث کا یہ فتنہ عملی نظریۓ اور منظم تحریک کی شکل اختیار نہیں کر سکا اور دن بدن دم توڑ رہا ہے۔

حواشی

(۱)......ولی الدین، امام محمد بن عبد اللہ ،مشکوۃ المصابیح ،کتاب الایمان ، باب الاعتصام بالکتاب والسنہ

(۲)......مودودی ، ابوالاعلیٰ مولانا ، سنت کی آئینی حیثیت ، لاہور ، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ،۱۹۶۳ء،ص ۱۶

(۳)......ٹونکی، ولی حسن، مفتی عظیم فتنہ، کراچی ناظم آباد،۱۹۸۴ء ص ۲۱

(۴)......صفدر، سرفراز خان، مولانا، انکار حدیث کے نتائج، گوجرانوالہ، انجمن اسلامیہ گکھڑ ۱۴۰۳ھ،ص ۶۹

(۵)......ابن جرم، امام، ابومحمد علی بن احمد، الاحکام فی اصول الاحکام مصر مکتبہ الخانجی شارع عبدالعزیز،۱۹۲۰ء، ج ا،ص ۱۱۴

(۶)......ٹونکی، ولی حسن، مفتی، عظیم فتنہ، کراچی ۱۹۸۴ء، ص ۲۲

(۷)......محمد نجم الغنی، مذاہب الاسلام، انڈیا، لکھنو، مطبع نامی منشی نولکشور،۱۹۲۴ء، ص ۱۰۱

(۸)......ابن حزم، امام محمد علی بن احمد، الاحکام فی اصول الاحکام، مصر مکتبۃ الخانجی، شارع عبدالعزیز،۱۹۲۰ء، ج ا،ص ۱۱۹

(۹)......مودودی، ابوالاعلیٰ، مولانا، سنت کی آئینی حیثیت ، لاہور اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ ،۱۹۶۳ء، ص ۱۴

(۱۰)......صدیقی، محمد سعد، ڈاکٹر، علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت ، لاہور شعبہ تحقیق قائداعظم لائبریری،۱۹۸۸ء، ص ۶۷،

(۱۱)......محمد عاشق الہیٰ، مفتی، فتنہ انکار حدیث اور اس کا پس منظر، لاہور ادارہ اسلامیات ،۱۹۸۶ء، ص ۷

(۱۲)......مودودی، ابوالاعلیٰ، مولانا، سنت کی آئینی حیثیت، لاہور، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

۱۹۶۳ء،ص ۱۷

(۱۳)......قادری،عبدالغنی،پروفیسر،ریاض الحدیث،لاہور،۔۱۹۶۹ء،ص ۱۵۹

(۱۴)......ٹونکی ، ولی حسن ، مفتی، عظیم فتنہ ، کراچی ، اقراء روضۃ الاطفال ناظم آباد ، ۱۹۸۴ء،ص ۲۶

(۱۵)......فہیم عثمانی ،مولانا محمد محترم ،حفاظت و حجیت حدیث ، لاہور، دارلکتب ، ۱۹۷۹ء، ص ۱۳

(۱۶)......کاندھلوی ،محمد ادریس ،مولانا ، حجیت حدیث ،لاہور،۱۹۵۲ء،ص ۱۶

(۱۷)......صفدر، محمد سرفراز خان ،مولانا ،شوق حدیث حصہ اول ، گوجرانوالہ انجمن اسلامیہ، ۱۹۸۲ء،ص ۹

(۱۸)......محمد عاشق الٰہی ،مفتی ،فتنہ انکار حدیث اوراس کا پس منظر،لاہور،ادارہ اسلامیات، ۱۹۸۶ءص ۹

(۱۹)......الازہری ،محمد کرم شاہ ،سنت خیر الانام ، لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز،۱۹۵۳ء، ص ۱۷۹

(۲۰)......محمد قطب الدین ،مولانا مظاہر حق ،اردوترجمہ مشکوٰۃ شریف ،لاہور،۱۹۶۶ء، ج ا، دیباچہ کتاب

(۲۱)......سلفی ،محمد اسماعیل ،مولانا ، حجیت حدیث ،لاہور، اسلامک پبلیکیشنز ، ہاؤس ،۱۹۸۱ء، ص ۱۷۷

(۲۲)......فاروقی ،محمد ادریس ،مقام رسالت ،لاہور، مسلم پبلیکشنز ،۱۹۷۰ء،ص ۱۶

(۲۳)......محمد قطب الدین ،مولانا ،مظاہر حق اردوترجمہ مشکوٰۃ شریف ،لاہور ۱۹۶۶ء، ج ا، دیباچہ کتاب

(۲۴)......محمد فرمان ، پروفیسر ، انکار حدیث ایک فتنہ ایک سازش ، گجرات ،مکتبہ مجددیہ،نورپور شرقی ،۱۹۶۴ء،ص ۲۰۹

(۲۵)......امرتسری، ثناء اللہ مولانا، حجیت حدیث اور اتباع رسول ﷺ، ہندوستان، امرتسر کتب خانہ ثنائیہ، ۱۹۲۹ء ص ۱

(۲۶)......عثمانی، محمد تقی، مولانا، درس ترمذی، کراچی مکتبہ دارالعلوم کراچی، ۱۹۸۰، ص ۲۶

(۲۷)......مودودی، ابوالاعلیٰ، مولانا، سنت کی آئینی حیثیت، لاہور اسلامک پبلیکشنز، ۱۹۶۳، ص ۱۶

(۲۸)......سیالکوٹی، محمد صادق، ضرب حدیث، سیالکوٹ، مکتبہ کتاب وسنت، ۱۹۶۱، ص ۴۸

(۲۹)......رشید احمد، مفتی، فتنہ انکار حدیث، کراچی کتب خانہ مظہری، ۱۹۸۲ء، ص ۷

(۳۰)......ندوی، عبدالقیوم، فہم حدیث، کراچی، ص ۱۳۸۔

(۳۱)......اجمیری، نورالدین، حکیم، ''مقالہ انکار حدیث کی خشت اول'' ماہنامہ صحیفہ اہل حدیث کراچی، حدیث نمبر، ۱۹۵۲ء ص ۱۴۷

(۳۲)......سلفی، محمد اسماعیل، مولانا، حجیت حدیث، لاہور اسلامک پبلیکیشنز ہاؤس، ۱۹۸۱ء، ص ۲۷

(۳۳)...... پانی پتی، محمد اسماعیل، مقالات سرسید، لاہور مجلس ترقی ادب، ج ۱۳، ص ۱۷

(۳۴)......یہ نام درج زیل کتب میں درج ہیں:۔

ا۔ کیلانی، عبدالرحمٰن آئینہ پرویزیت، لاہور مکتبۃ السلام، ۱۹۸۷ء ص ۱۰۱

اا۔ محمد فرمان، پروفیسر، انکار حدیث: ایک فتنہ ایک سازش، گجرات، ۱۹۶۴ء، ص ۱۷۸۔۱۷۹

(۳۵)......برق، غلام جیلانی، ڈاکٹر، تاریخ حدیث، لاہور مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ ۱۹۸۸ء

(۳۶)......رشید احمد، مفتی، مولانا، فتنہ انکار حدیث، کراچی کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، ۱۴۰۳ھ، ص ۱۰

(۳۷)......عبدالغفار حسن، مولانا عظمت حدیث، مقالات مولانا عبدالجبار عمر پوری، اسلام آباد، دارالعلم، ۱۹۸۹ء، ص ۴۹

(۳۸)...... منکرین حدیث کے مبنی بر انکار حدیث لٹریچر کی تفصیل بوجہ طوالت اس محدود مقالہ میں پیش نہیں کی جاسکتی۔ چند کتب کے نام بطور حوالہ درج کئے جا رہے ہیں۔ مثلاً عبداللہ چکڑالوی کا ترجمہ قرآن بآیات القرآن، غلام احمد پرویز کا رسالہ طلوع اسلام، عبداللہ چکڑالوی کا رسالہ اشاعتہ القرآن، سرسید احمد خان کی تصنیف خطبات احمدیہ، اور مقامات جیراج پوری وغیرہ۔

(۳۹)...... پھلواروی، شاہ محمد عزالدین، علوم الحدیث، لاہور۔ ۱۹۳۵ء، ص ۶

(۴۰)...... امرتسری، ثناء اللہ مولانا، حجیت حدیث اور اتباع رسول ﷺ، مطبوعہ ہندوستان، امرتسر، کتب خانہ ثنائیہ نومبر ۱۹۲۹ء

(۴۱)...... رحمانی، منت اللہ سید، کتاب حدیث، مطبوعہ دھلی، مکتبہ برھان اردو بازار، نومبر ۱۹۵۰ء

(۴۲)...... کاندھلوی، محمد ادریس، مولانا حجیت حدیث، مطبوعہ لاہور

(۴۳)...... عثمانی، محمد تقی، مولانا، حجیت حدیث، مطبوعہ لاہور ادارہ اسلامیات، ۱۹۹۱ء

(۴۴)...... مودودی، ابو الاعلیٰ، مولانا، سنت کی آئینی حیثیت، مطبوعہ لاہور اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ ۱۹۶۳ء

(۴۵)...... قادری، محمد امین الحق، سید، بصائر السنہ، مطبوعہ شیخوپورہ، ۵۷۔۱۹۵۵ء

(۴۶)...... بلخی، افتخار احمد، فتنہ انکار حدیث کا منظر و پس منظر، مطبوعہ کراچی، مکتبہ چراغ راہ، ۱۹۵۴ء

(۴۷)...... سیالکوٹی، محمد صادق، مولانا، ضرب حدیث، مطبوعہ سیالکوٹ، مکتبہ کتاب وسنت ۱۹۶۱ء

(۴۸)...... سلفی، محمد صادق، مولانا، ضرب حدیث، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۱ء

(۴۹)...... محمد طیب، قاری، حدیث رسول ﷺ کا قرآنی معیار، مطبوعہ لاہور ادارہ اسلامیات ۱۹۷۷ء

(۵۰)......الازہری، محمد کرم شاہ، پیر، سنت خیرالانام، مطبوعہ، ۱۹۵۳ء
(۵۱)......عبدالغفار حسن ، مولانا ، عظمت حدیث ، اسلام آباد دار العلم آبپارہ مارکیٹ ، ۱۹۸۹ء، ص ۱۹۵
(۵۲)......رشید احمد، مفتی، فتنہ انکار حدیث، کراچی کتب خانہ مظہری، ۱۴۰۳ھ، ص ۴۳_۴۴

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆